اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَاتَمِ النَّبِیّٖنَ ط

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

اتفاق زندگی ہے

درود شریف کی فضیلت

حضرتِ سیِّدُنا سَمُرَہ سُوائی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ فرماتے ہیں: ہم سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضِر تھے کہ ایک شخص حاضِر ہو کر عَرض گُزار ہوا: یَارَسُوْلَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! بارگاہِ خُداوندی میں سب سے اچّھا عَمل کون سا ہے؟ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اِرشاد فرمایا: سچ بولنا اور اَمانت اَدا کرنا۔ دوبارہ عرض کی: اے اللّٰہ کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! مزید کچھ اِرشاد فرمائیے! فرمایا: (صَلٰوۃُ الَّیل) رات کی نماز ادا کرنا اور دن کو روزہ رکھنا۔ پھر عرض کی: مزید کچھ اِرشاد فرمائیے! فرمایا: کَثْرَتِ ذِکْر اور مجھ پر دُرودِ پاک پڑھنا (بھی اَچّھا عَمَل ہے) کہ یہ عَمَل فقْر (یعنی غُربت) کو دُور کرتا ہے (1)

چارۂ بے چارگاں پر ہوں دُرُودیں صد ہزار　　بے کسوں کے حامی و غمخوار پر لاکھوں سلام (2)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب!　　صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

اِتفاق کی 3 مثالیں ایک ساتھ

پیارے اسلامی بھائیو! غزوۂ تبوک کے موقع پر جب سرکارِ دو عالم، نورِ مجسّم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے حکم پر مسلمانوں نے تیاری کی اور جنگ کے لئے نکلے۔ تو 3 افراد اس جنگ

(1) ......القول البدیع، الباب الثانی من ثواب الصلاۃ علی رسول اللہ ... الخ، ص ۱۳۵ ملتقطا

(2) ......وسائلِ بخشش (مرمّم)، ص ۶۰۱

میں شریک نہ ہو سکے، ان میں سے ایک فرد اپنا یہ واقعہ خود بیان کرتے ہیں: میں جنگِ تبوک سے پہلے کسی لڑائی میں بھی اتنا مالدار نہیں تھا جتنا جنگِ تبوک کے وَقْت تھا اور میں بھی سامانِ سَفَر کی تیاری کا ارادہ صُبْح ہی کرتا مگر شام ہو جاتی اور کسی قسم کی تیاری کی نوبت نہ آتی۔ اسی طرح دن گزرتے گئے حتّٰی کہ حضورِ پُرنور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم روانہ بھی ہوگئے اور مسلمان آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ ساتھ تھے، مجھے یہ خیال رہا کہ ایک دو روز میں تیّار ہو کر لشکر سے جاملوں گا، یہاں تک میں نہ جا سکا۔

جب آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم غزوہ تبوک سے واپس تشریف لائے تو میں حاضِر ہوا اور سَلام عَرْض کیا تو حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ناراضی کے انداز میں مسکرائے اور فرمایا "آؤ" میں سامنے بیٹھ گیا، فرمایا تجھے کس چیز نے (جنگ میں جانے سے) روکا تھا؟ میں نے عَرْض کیا مجھے کوئی عُذر نہیں تھا۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: تُو نے سچ کہا، اُٹھ جا تمہارا فیصلہ اللہ پاک خود فرمائے گا۔ میں نے لوگوں سے پوچھا کہ کوئی اور بھی ایسا شخص ہے جس کے ساتھ یہ مُعَاملہ ہوا ہو؟ انہوں نے بتایا کہ دو اور شخصوں کے ساتھ بھی یہی مُعَاملہ ہوا ہے۔ حضورِ پُرنور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ہم تینوں سے بولنے کی بھی مُمانَعت فرمادی کہ کوئی شخص ہم سے کلام نہ کرے۔ لوگوں نے ہم سے بولنا چھوڑ دیا، میں بازار آتا جاتا، نماز میں شریک ہوتا، مگر مجھ سے کوئی بات نہ کرتا۔ غَرَض یہی حالات چلتے رہے۔ مسلمانوں کا بات چیت بند کر دینا مجھ پر بہت ہی بھاری ہو گیا ابو قتادہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ میرے رشتہ کے چچازاد بھائی تھے اور مجھ سے تعلقات بھی بہت ہی زیادہ تھے، میں نے انہیں سلام کیا۔ تو انہوں نے بھی سلام کا جواب نہ دیا، میں نے ان کو قسم دے کر پوچھا کہ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ مجھے اللہ پاک اور اس کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے محبَّت ہے،

انہوں نے اس کا جواب بھی نہ دیا۔ میں نے دوبارہ قسم دی اور پوچھا، وہ پھر بھی چپ ہی رہے میں نے تیسری بار قسم دے کر پوچھا تو انہوں نے صرف اتنا کہا۔ **اللہ** پاک اور اس کا رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بہتر جانتے ہیں۔ یہ جملہ سُن کر میری آنکھوں سے آنسو نکل پڑے اور میں لوٹ آیا۔ اسی معاملے میں ایک شخص نے عیسائی (کرسچین) بادشاہ کا خط مجھے پہنچایا۔ اس میں لکھا تھا "میں نے سُنا ہے کہ تمہارے آقا نے تجھ پر سختی کی ہے، تم ایک رئیس اور شریف آدمی ہو، تم ہمارے پاس آجاؤ، ہم تمہاری قدر و مَنْزِلَت کریں گے "میں نے خط پڑھ کر تنور میں ڈال دیا۔

50 دن بعد میں چھت پر بیٹھا اپنے حالات کے مُتَعَلِّق سوچ رہا تھا کہ پہاڑ کی چوٹی سے ایک شخص نے مجھے کہا: تمہارے لئے خوشخبری ہے۔ میں نے سجدہ شکر کیا، خوشی میں رونے لگا، ساتھ ہی ایک صاحب گھوڑا بھگاتے ہوئے آئے اور کہا: حضورِ پُرنور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے صُبْح کی نماز کے بعد تم لوگوں کے لئے معافی کا اِعْلَان فرمایا ہے۔ میں نے اپنے کپڑے خوشی میں اس کو دے دیے اور میں حضورِ پُرنور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی طرف چل دیا۔ لوگ باری باری مجھے مل رہے تھے اور مُبارَک باد دے رہے تھے۔ یہاں تک میں مَسْجِد میں داخِل ہو گیا۔ سب سے پہلے حضرت طلحہ بن عبید اللہ رَضِیَ اللہُ عَنْہ نے آگے بڑھ کر مجھ سے ہاتھ مِلایا اور مبارک باد دی جو ہمیشہ مجھے یاد رہے گی۔ پھر میں نے حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں سلام پیش کیا، اس وقت آپ کا چہرہ مُبارَک خوشی سے دَمک رہا تھا۔[1]

پیارے اسلامی بھائیو! اس واقعے میں ہمارے لئے سیکھنے کے کئی روشن پہلو ہیں۔ سب سے پہلے اس سے صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے اندر موجود اِطاعَتِ مصطفٰی کے جذبے اور

[1] ......بخاری، کتاب المغازی، باب حدیث کعب بن مالک... الخ، ص ۱۰۹۵، حدیث: ۴۴۱۸ ملخصًا

آپس کے اتفاق کی کیفیت ظاہر ہوتی ہے کہ یہ اُمّت کے عظیم رہنما کس قدر مُطِیع و فرماں بردار تھے کہ وہ تین لوگ جن کے ساتھ رہتے سہتے تھے جب ان سے ہی تعلقات نہ رکھنے کا حکم ہوا تو کسی ایک فرد کی طرف سے بھی دوستی اور رشتہ داری آڑے نہ آئی بلکہ اطاعتِ رسول کا جذبہ غالِب رہا۔

دوسری بات یہ قابلِ توجہ ہے کہ جب ان تین حضرات سے بائیکاٹ کیا گیا تو ان تینوں میں کسی ایک نے بھی اسلام سے پھرنے کا نہیں سوچا بلکہ اس فکر میں تھے کہ ہماری کوتاہی کیسے معاف ہو اور ہم حسبِ سابق اپنے احباب کے ساتھ تعلقات بحال کر لیں۔ اس کے ساتھ ساتھ عیسائی بادشاہ کی طرف سے کی گئی پیشکش کو جلتے تنور میں ڈال کر سچے غلامِ مصطفےٰ ہونے اور مسلمانوں کے ساتھ متفق ہونے کا ثبوت دیا۔

اور پھر وہ منظر... کہ نبوت کے چاند صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنے ستاروں کے جھُرمٹ میں جلوہ فرما ہیں اور اپنے غلاموں کو معافی ملنے پر مَسْرُور یعنی خوشی کا اِظہار فرما رہے ہیں۔ اِدھر جب یہ مسجد میں داخل ہوتے ہیں تو حضرت سَیِّدُنا طلحہ بن عبیدُ اللہ اِن کو ایسے پُرتپاک طریقے سے ملتے ہیں کہ یہ کہنے پر مجبور ہو جاتے ہیں کہ طلحہ کا مُبارَک باد دینے کا انداز مجھے کبھی نہ بُھولے گا۔

اللہ اللہ..... اَصحابِ رسول کی آپس کی مَحبّت اور اِتفاق کے کیا کہنے، یہ حضرات آپس میں اِتفاق رکھتے تھے نیز دشمنانِ خدا پر سخت اور آپس میں نَرم دل تھے۔ ان کی آپس کی اس کیفیت کے مُتعلِّق قرآنِ کریم میں اِرشاد ہوتا ہے:

وَالَّذِیْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ (پ، ۲۶، الفتح: ۲۹)	ترجمۂ کنزالایمان: اور ان کے ساتھ والے کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں نرم دل۔

تفسیر صِراط الجِنان میں ہے: صحابۂ کرام رَضِیَ اللهُ عَنْهُمْ آپس میں ایسے نرم دل اور ایک دوسرے کے ساتھ ایسے مَحبَّت و مہربانی کرنے والے تھے جیسے ایک باپ اپنے بیٹے کے ساتھ کرتا ہے اور ان کی یہ ایمانی محبت اس حد تک پَہُنچ گئی تھی کہ جب ایک صحابی رَضِیَ اللهُ عَنْهُ دوسرے کو دیکھتے تو فرطِ محبت سے مصافحہ (یعنی ہاتھ مِلاتے) اور معانقہ کرتے (یعنی گلے مِلتے)۔ [1]

مسلمان اور اتفاق

اے عاشقانِ رسول! اس سے ہمیں صحابہ کرام کی آپس میں محبت اور اتفاق کا پتا چلتا ہے اور یہی خاصیت بہت بڑی بڑی جنگوں میں اسلام کی فتح کا سبب بنی، اتفاق میں ہی برکت ہے، اور جہاں **نااتفاقی** کا ماحول بن جاتا ہے، **اِختلافات** شروع ہو جاتے ہیں وہیں ناکامی پَر تولنے لگتی ہے۔ اگر بروقت اس صُورَتِ حال کو سنبھالنے کی کوشش نہ کی جائے تو ناکامی غالب آسکتی ہے، **مضبوط سلطنت، ادارے اور تنظیمیں** کمزور ہو سکتی ہیں، جس کے نتیجے میں اُمّت کو نُقْصان اُٹھانا پڑ سکتا ہے۔

اتفاق اور انسان

تاریخِ انسانیت اس کی گواہ ہے کہ جہاں بھی انسان نے دوسروں سے مل کر کسی کام کے لئے کوشِش کی تو بہت فائدہ ہوا۔ نہ ہونے والے کام مُکمَّل ہو گئے۔ مشکلات کو منہ کی کھانی پڑی۔ دیر سے ہونے والے کام جلد پایۂ تکمیل کو پہنچے۔ کمزور قوموں کو اتفاق کے سَبَب ہی زندگی کا تَحَفُّظ ملا۔ ایک ریاضی دان کا کہنا ہے: تَعاوُن، اتفاق یا اتحاد مَحْض ایک

[1] ...... تفسیر صراط الجنان، پ۲۶، الفتح، تحت الآیۃ:۲۹، ۹/ ۳۷۸

اِحْسَاس یا جذبہ نہیں بلکہ ایک مَعَاشی ضَرورت ہے۔

دِینِ اسلام نے اِتّفاق کا درس دیا

پیارے اسلامی بھائیو! اسلام جو کہ انسانی زندگی کی قَدَم قَدَم پر رَاہ نُمائی کرنے والا اور ایک اِعْتِدَال پسند بہت ہی پیارا دِین ہے۔ اسلام نے ہر پہلو سے انسانیت کی تربیت کی۔ اسی میں ہمیں یہ بھی سکھایا گیا کہ مسلمان اپنی اجتماعی اور انفرادی زندگی میں اتفاق قائم رکھیں۔ ارشادِ خداوندی ہے:

وَ لَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَ تَذْهَبَ رِیْحُكُمْ وَ اصْبِرُوْا ؕ (پ۱۰، الانفال: ۴۶)

ترجمۂ کنز الایمان: اور آپس میں جھگڑو نہیں کہ پھر بُزدِلی کروگے اور تمہاری بندھی ہوئی ہوا جاتی رہے گی اور صبر کرو۔

تفسیر خزائن العرفان میں ہے: اس آیت سے معلوم ہوا کہ باہمی تَنَازُعَہ ضُعْف و کمزوری اور بے وقاری کا سَبَب ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ باہمی تنازع سے محفوظ رہنے کی تدبیر خدا اور رسول کی فرمانبرداری اور دین کا اِتّباع ہے۔[1]

مدنی ماحول میں اتفاق ضروری ہے

پیارے اسلامی بھائیو! **اللہ** پاک کے ان فرامین کی روشنی میں ہمیں **"اتفاق"** کو زندگی کا حصہ بنالینا چاہیے اور اپنے تمام تر مُعَامَلات میں ذاتی فائدے کی بجائے اُمّت کے **اجتماعی فائدے** کو مدِّ نظر رکھنا چاہیے۔

[1] .... تفسیر خزائن العرفان، پ۱۰، الانفال، تحت الآیۃ: ۴۶، ص۳۲۹

کہاجاتاہے **”اتحادزندگی ہے اور اختلاف موت ہے“** ہمیں اس قول کو پلّے سے باندھ لینا چاہیے اور اپنا یہ ذہن بَنالیناچاہیے کہ جیسے ہی مُشکِل حالات ہوں ہر صُورَت میں دعوتِ اسلامی کے دینی مَاحَول سے وابستہ رہناہے، اور دیگر اسلامی بھائیوں کے ساتھ مل کر دینی کاموں کو آگے بڑھاتے جاناہے، نبیِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا بڑاہی سنہرا اور اتفاق بھرا فرمان ہے: سارے مسلمان ایک عِمارَت کی طرح ہیں، جس کا ایک حِصّہ دوسرے کو طَاقَت پہنچاتاہے اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنی انگلیوں میں اُنگلیاں ڈالیں۔[1]

آیئے! اتفاق واتحاد کے چند ایک طریقے بھی سننے کی سعادت حاصل کرتے ہیں:

اتحاد برقرار رکھنے کے طریقے

☜ دوعالم کے تاجدار، مکی مدنی سرکار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مسلمانوں کی مِثال جِسْم کی طرح ہے، جب جِسْم کا کوئی عُضْو بیمار ہوتاہے تو بُخار اور بے خوابی میں سارا جِسْم اس کا شریک ہو جاتاہے۔[2] اس حدِیثِ مُبارَکہ کو زندگی کا نَصب العین بنالیناچاہئے۔ گھر ہو یا محلہ، رشتہ دار ہوں یا غیر، نگران ہو یا ماتحت، اَفْسَر ہو یا مزدور، اَلْغَرَض ہر مسلمان کے ساتھ مسکراہٹ، نَرْمی، مَحبَّت کا انداز اپناناچاہئے۔

☜ ہم جتنے بھی مصروف ہوں، روزانہ والدین کی خدمت میں حاضری دیں۔

☜ گھریلو کاموں میں اپنے اہلِ خانہ کے ساتھ تَعاوُن کریں۔

☜ گناہ اور فضولیات سے بچتے ہوئے اپنے رشتہ داروں اور ماتحت اسلامی بھائیوں سے ملاقات ضرور کیا کریں اور وقتاً فوقتاً ان کی **خیر خواہی** کرتے رہیں۔

[1] ......بخاری، کتاب فی المظالم والغصب، باب نصر المظلوم، ص ۶۳۰، حدیث: ۲۴۴۶

[2] ......مسلم، کتاب البر والصلۃ والآداب، باب تراحم المؤمنین...الخ، ص ۱۰۰۱، حدیث: ۲۵۸۶ ملتقطًا

☜ رِضائے اِلٰہی، اور دیگر اچھی نیتّوں کے ساتھ رشتہ داروں اور ماتحتوں کو کِھلانے پلانے کی ترکیب کیا کریں۔
☜ نگران کی کوئی بات بِالْفَرْض ابھی سمجھ میں نہیں آرہی مگر وہ ہے شریعت اور تنظیم کے دائرے میں ہے تو لَبَّیْك کہنا چاہیے، ورنہ نااتفاقی اپنے رنگ دِکھائے گی۔
☜ نگران کو چاہیے کہ اپنے ماتحتوں کی بات توجہ سے سُنے اور جائز حَوصلہ افزائی کرے، جو جس کام کا اہل ہو، اُس کے مطابق ذمہ داری دی جائے اور تربیت کا سلسلہ جاری رکھا جائے۔
☜ اختیارات تقسیم کرنا ضروری ہے، ایک یا چند کو سارے کام سونپ دینا دُرُست نہیں۔
☜ نااتفاقی کے اَسباب، مثلاً بدگمانی، سستی، غیبت، چُغلی اور دھوکے سے بچنا ضروری ہے۔

مدنی مذاکروں مجلس شُوریٰ کے مدنی مشوروں سے ماخوذ مدنی پھول

❀ نگران وارا کین کے ساتھ اتفاق رکھنے والا ہی صحیح مُتبادِل بن سکتا ہے۔[1] ❀ نااِتفاقی کی پہلی نُحُوسَت بے برکتی ہے۔[2] ❀ جب بھی کچھ طے کرنا ہو تو پوری مُشَاوَرَت سے مَشْوَرَہ کرکے حَتَّی الْاِمْکَان اتفاقِ رائے سے طے کیجئے۔[3] ❀ آپس کے اِتّفاق و اتحاد پر خُصُوصی توجہ رکھیے، کسی کو بھی ذِمَّہ داری دیتے وقت اس کا خاص خَیال رکھیے کہ خدانخواستہ کہیں آپس میں پُھوٹ نہ پڑے۔[4]

اللہ پاک ہم سب کو متفق رہ کر دینی کاموں کو آگے بڑھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

[1] ....مدنی مشورہ مرکزی مجلس شوریٰ، ربیع الاول ۱۴۲۷ھ بمطابق 3 تا 8 اپریل 2006ء
[2] ....مدنی مشورہ مرکزی مجلس شوریٰ، ۲۱ تا ۲۵ ذیقعدہ ۱۴۲۸ھ بمطابق 30 نومبر تا 4 دسمبر 2007ء
[3] ....مدنی مشورہ مرکزی مجلس شوریٰ، ۲۳ تا ۲۷ محرم الحرام ۱۴۲۹ھ بمطابق یکم تا 5 فروری 2008ء
[4] ....مدنی مشورہ مرکزی مجلس شوریٰ، ۱۹ تا ۲۴ ربیع النور ۱۴۲۹ھ بمطابق 28 مارچ تا 2 اپریل 2008ء